کامیابی کے لئے صحیح طریق پر عمل کرنا ضروری ہے

(فرمودہ ۱۰/ فروری ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

دنیا میں ہر ایک چیز اور ہر ایک کام کے لئے ایک رستہ ایک طریق اور ایک راہ مقرر ہے بغیر اس راہ کے اختیار کرنے کے اور بغیر اس طریق پر چلنے کے انسان کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اچھے سے اچھے مقصد کو مد نظر رکھ کر کوئی کام کرے اور اعلیٰ سے اعلیٰ نیت سے کام کرے لیکن اگر وہ اس طریق کو چھوڑے گا جو خدا تعالیٰ نے اس کام کے لئے مقرر کیا ہے تو کبھی کامیاب نہ ہو گا۔ دنیا میں خالی نیت کبھی فائدہ نہیں دیتی۔ بہت لوگ اس دھوکا میں رہتے ہیں کہ ہماری نیت نیک ہے اور چونکہ نیت نیک ہے اس لئے نتیجہ بھی اچھا نکلنا چاہئے۔ مگر کوئی خواہ کتنی ہی اعلیٰ نیت رکھے لیکن بجائے منہ میں لقمہ ڈالنے کے ناک میں ڈالے تو اس سے اس کا پیٹ نہیں بھرے گا بلکہ بیمار ہو جائے گا اور اس کی نیک نیت اسے کوئی نفع اور فائدہ نہ دے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص نیک نیتی سے بجائے اس کے کہ کھیت میں ہل چلائے اور بیج ڈالے اینٹیں پاتھتا رہے اور اینٹوں کے انبار لگا دے تو گو اس کی محنت ایک زمیندار کی محنت سے بہت زیادہ ہو گی مگر یہ نہیں ہو گا کہ اس کا کھیت سرسبز اور ہرا بھرا لہراتا ہو وہ کھیت کے لحاظ سے ناکام اور نامراد ہی رہے گا۔

پس لوگوں کو یہ خطرناک غلطی لگی ہوئی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں چونکہ ہماری نیت نیک ہے اس لئے اگر ہم غلطی پر ہیں تو بھی ہمیں خدا کچھ نہیں کہے گا اور ہم خدائے تعالیٰ تک پہنچ جائیں گے حالانکہ جب تک کوئی اس طریق کو اختیار نہ کریگا جو خدا تعالیٰ نے مقرر کیا ہے خواہ اس کی نیت کتنی ہی نیک ہو اسے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ دیکھو لاکھوں ہندو ایسے نظر آتے ہیں جو خدا کی

عبادت میں اس طرح لگے ہوتے ہیں کہ مسلمان انہیں دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں- میں نے اپنی آنکھوں سے ایسے ہندو دیکھے ہیں جو ۱۲-۱۲ سال سے چھت سے ٹانگیں باندھ کر اُلٹے لٹکے ہوئے تھے اور اس طرح اپنے خیال میں عبادت کر رہے تھے- میں نے ایک شخص کو اسی حالت میں تھیلی سے آٹا نکالتے اور پھر گوندھتے دیکھا- یہ میں نے تو نہیں دیکھا مگر بتایا گیا کہ اُلٹے لٹکے ہوئے ہی یہ پکاتا اور کھاتا ہے- اب دیکھو اس کی نیت تو یہی ہے کہ خدا مل جائے اور بظاہر دیکھنے والا سمجھے گا کہ رسول کریم ﷺ سے بھی زیادہ ریاضت اور محنت ایسا شخص کرتا ہو گا کیونکہ آپؐ تو اپنے بیوی بچوں میں رہتے' آرام فرماتے اور کھانا کھاتے تھے مگر ایسے شخص کو اتنا بھی اجر حاصل نہیں ہو سکے گا جتنا ایک معمولی مسلمان کو جو نماز پڑھتا ہو ملے گا- وجہ یہ کہ اس شخص نے وہ رستہ اختیار نہ کیا جو اختیار کرنا چاہئے تھا اور خواہ مخواہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈالا- دیکھو اگر کوئی شخص ایک گاؤں سے سو میل بھی دوسری طرف چلا جائے گا تو اس گاؤں میں نہ پہنچے گا اور یہ نہیں ہو گا کہ گاؤں اس کے پاس آجائے بلکہ وہ اور دور ہو جائے گا لیکن دوسرا شخص اگر سو میل کے فاصلہ پر ہو گا اور چند میل بھی اس گاؤں کی طرف آئے گا تو وہ پہلے کی نسبت اس کے قریب ہو گا کیونکہ اس نے وہ رستہ اختیار کیا جو گاؤں تک پہنچنے کے لئے ضروری تھا اور پہلے نے وہ رستہ اختیار کیا جو گاؤں سے دور لے جانے والا تھا- اسی طرح اگر انسان وہ طریق اختیار کرے جو خدا تعالیٰ نے کسی کام کے لئے مقرر کیا ہو تو تھوڑی محنت سے بھی وہ نتائج حاصل کر سکتا ہے کہ دنیا حیران رہ جاتی ہے-

پرانے دیسی ہَل جو استعمال کئے جاتے ہیں یہ بھی کچھ عرصہ سے استعمال کئے جاتے ہیں- پرانے زمانہ کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت ایسے ہَل بھی نہ ہوتے تھے اور لوگ پتھروں وغیرہ سے معمولی طور پر زمین کھود کر بیج ڈال دیتے تھے اور اسی طرح کھیتی اگ پڑتی اور دانے پیدا ہو جاتے تھے- لیکن اگر کوئی سارا دن ٹوکری ڈھوتا رہے اور ہَل نہ چلائے تو اس کے کھیت میں کچھ نہ پیدا ہو گا- پس صحیح طریق پر تھوڑی محنت کرنے سے مفید نتائج نکل سکتے ہیں لیکن غیر صحیح طور پر بہت محنت اور مشقت کرنے سے بھی کچھ نتیجہ نہیں نکلتا-

اس وقت جو مسلمانوں کی حالت ہے اس پر اگر غور کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ صحیح طریق پر عمل نہیں کر رہے- میں مانتا ہوں کہ دوسری قوموں سے مسلمان ست ہیں اور ان میں کام کرنے کا وہ شوق اور جوش نہیں پایا جاتا جو دوسروں میں نظر آتا ہے لیکن پھر بھی بہت

سے مسلمان ہیں جو مسجدیں بناتے' لوگوں کے آرام کے لئے سرائیں تعمیر کرتے' کھیتوں سے غریبوں اور محتاجوں کا حق نکالتے ہیں مگر باوجود ان قربانیوں کے ان کی کوششوں کے اعلیٰ نتائج نہیں نکلتے- بجائے اس کے کہ اسلام کو ترقی حاصل ہو وہ کمزور سے کمزور ہوتا جارہا ہے- پھر مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو دن رات ذکر اذکار میں لگے رہتے ہیں- ہمارے حافظ روشن علی صاحب سناتے تھے ان کے والد صاحب جوانی کی عمر میں ہی ایک غار میں جابیٹھے تھے اور انہوں نے چھ ماہ کے روزے رکھنے شروع کر دیئے تھے- وہ ۲۴ گھنٹے میں جَو کے چند دانے اور ہاتھ کی ہتھیلی پر ڈال کر پانی پی لیتے- اور پھر روزہ رکھ لیتے اس وجہ سے ان کو سِل کی بیماری ہوگئی اور وہ تھوڑے ہی عرصہ میں فوت ہوگئے-

تو مسلمانوں میں اس قسم کی ریاضتیں کرنے والے پائے جاتے ہیں مگر ان کی ریاضتوں کا وہ نتیجہ نہیں نکلتا جو ان صحابہ کی معمولی عبادتوں کا نکلتا تھا جو تجارت کرتے' اونٹ چراتے اور زمینداری کرتے تھے- اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ صحابہ چونکہ اصل راستہ پر چلتے تھے اس لئے اگر دو قدم بھی اٹھاتے تھے تو بھی اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتے جاتے تھے لیکن اب لوگ اصل راستہ پر نہیں چلتے اس لئے جو قدم بھی اٹھاتے ہیں خدا سے دور ہوتے جاتے ہیں- پس مسلمانوں کی حالت بتا رہی ہے کہ انہوں نے اس طریق کو چھوڑ دیا ہے جس پر چلنے سے خدا تعالیٰ مل سکتا ہے-

اس کے مقابلہ میں جب ہم اپنی جماعت کو دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کی عجیب باتیں نظر آتی ہیں- ایک معمولی اور اَن پڑھ آدمی ہوتا ہے لیکن وہ ایسی باتیں کرتا ہے کہ بڑے بڑے مولوی حیران ہو جاتے ہیں- ابھی چند دن ہوئے ایک صاحب مجھے ملے انہوں نے بیعت تو بہت دیر کی کی ہوئی تھی مگر مجھے اب ملے- انہوں نے مولویوں سے مباحثوں کے قصے سنائے- وہ اَن پڑھ ہیں اور میں نے ان کی باتیں اس خیال کو دل میں رکھ کر سنیں کہ کوئی غلط بات تو انہوں نے نہیں کی مگر ہر مباحثہ میں جو جواب انہوں نے دیئے- ان میں کوئی بات بے علمی کی یا غلط نہ تھی- ان کی سب باتیں صحیح اور درست تھیں- وہ سناتے تھے جب لوگ باتیں سنتے تو کہتے تم یہ غلط کہتے ہو کہ تم پڑھے ہوئے نہیں اگر تم پڑھے ہوئے نہیں تو یہ آیتیں اور حدیثیں تمہیں کہاں سے معلوم ہوگئیں- وہ کہتے یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی علامت ہے کہ آپ کو ماننے کی برکت سے مجھے باوجود اَن پڑھ ہونے کے یہ باتیں آگئیں-

پس یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ ہماری جماعت سے تعلق رکھنے والوں پر دینی اور دنیوی علوم کی راہیں کھل جاتی ہیں اور ایسی باتیں ذہن میں آنے لگتی ہیں جو بڑے بڑے عالموں کو نہیں سوجھتیں- ہمارے ہاں ایک ملازم ہوتا تھا پہاڑ کا رہنے والا تھا اسے گنٹھیا کی بیماری ہو گئی تھی اور اس کے رشتہ داروں نے اسے گھر سے نکال دیا تھا کہ تو کماتا کچھ نہیں اس لئے ہم تیرا بوجھ نہیں اٹھا سکتے- وہ اپنا علاج کرانے کے لئے چلا آیا- کسی نے اسے بتایا قادیان کے مرزا صاحب بھی علاج کرتے ہیں وہاں جاؤ یہ سن کر وہ قادیان میں آگیا- حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا علاج کیا اور وہ اچھا ہو گیا پھر وہ آپ کے پاس ہی رہ پڑا- اس کے رشتہ دار اسے لینے کے لئے بھی آئے مگر اس نے جانے سے انکار کر دیا- وہ اپنی دماغی کیفیت کی وجہ سے دین سے اس قدر ناواقف تھا کہ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اول نے اس سے پوچھا تمہارا کیا مذہب ہے- تو اس نے کہا مجھے تو پتہ نہیں ہمارے پنچوں کو معلوم ہو گا ان کو آپ لکھیں وہ بتا دیں گے- حضرت خلیفہ اول نے اسے نماز پڑھنے کے لئے کہا اور چونکہ بہت معمولی سمجھ کا آدمی تھا نماز کا شوق دلانے کے لئے اسے کہا اگر تم پانچ وقت کی نمازیں پڑھ لو تو دو روپے دونگا- اس نے کہا میں نماز میں کیا پڑھوں- آپ نے بتایا تم سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہنا- وہ مغرب کی نماز کے لئے کھڑا ہُوا- تو اندر سے کسی خادمہ نے اسے آواز دی کہ کھانا لے جاؤ- ایک دو آوازوں پر تو چپ رہا پھر کہنے لگا ذرا ٹھہر جاؤ نماز پڑھ لوں تو آتا ہوں- یہ تو اس کی حالت تھی- اس زمانہ میں احمدیت کی مخالفت ہوتی تھی اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سٹیشن پر جا کر لوگوں کو قادیان جانے سے روکا کرتے تھے- کبھی کبھی حضرت صاحب کی تار لے کر یا کسی اور کام کے لئے وہ نوکر بھی جس کا نام پیرا تھا سٹیشن پر جایا کرتا تھا- ایک دفعہ مولوی محمد حسین صاحب نے اسے کہا تو کیوں وہاں بیٹھا ہے یہاں چلا آ- جب مولوی صاحب نے اسے بہت تنگ کیا تو اس نے کہا میں اور تو کچھ جانتا نہیں مگر اتنا پتہ ہے کہ مرزا صاحب یہاں سے گیارہ میل دور بیٹھے ہیں ان کے پاس تو لوگ جاتے ہیں اور تمہارے روکنے کے باوجود جاتے ہیں مگر تم یہاں روز اکیلے ہی آتے ہو اور اکیلے ہی چلے جاتے ہو کوئی تو بات ہے کہ مرزا صاحب کے پاس لوگ آتے ہیں-

اب دیکھو وہ نصرت اور تائید الٰہی کے الفاظ نہ جانتا تھا- مگر یہ جانتا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے پاس جو لوگ آتے ہیں اور مولوی محمد حسین صاحب کے پاس نہیں جاتے تو اس میں کوئی خاص بات ہے- بات یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف کوئی مائل ہو جاتا ہے- یا صحیح

رستہ پر چلنے والوں کے پاس ہی بیٹھتا ہے تو وہ بھی کچھ نہ کچھ حاصل کر لیتا ہے۔ پس یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ صحیح راستہ اختیار کئے بغیر کبھی کامیابی نہیں حاصل ہو سکتی۔ اور کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ رستہ اختیار نہ کرے جو خدا نے مقرر کیا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ صحیح رستہ پر چلنے کی کوشش کریں تاکہ ان کی محنتوں اور عبادتوں کا اچھا نتیجہ نکلے اور ان پر جو ادبار آرہا ہے وہ دور رہو۔

اسی طرح ہماری جماعت کے لوگوں کو بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک اس طریق پر عمل نہ کریں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا ہے اس وقت تک کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آنے سے پہلے قرآن اور حدیث موجود تھے مگر لوگ گمراہ ہو رہے تھے۔ آپ نے آکر لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی اور وہ طریق بتایا جو صحیح ہے اس طریق پر جنہوں نے عمل کیا انہوں نے فائدہ اٹھایا اور جو محروم رہے وہ فائدہ بھی نہ اٹھا سکے۔

احمدی کہلانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا جب تک اس تعلیم پر عمل نہ کیا جائے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دی ہے کیا کوئی کونین کی گولی جیب میں رکھ لے اور کہے بخار اتر جائے تو اس کا بخار اتر جائے گا۔ خدا تعالیٰ نے کونین کے کھانے پر بخار کا دور ہونا رکھا ہے اگر وہ کونین کھائے گا تب بخار اترے گا ورنہ ایک گولی چھوڑ اگر ایک پونڈ کونین بھی جیب میں ڈال لے گا تو کوئی فائدہ نہ ہو گا۔ تو احمدیوں کو یہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے اعمال احمدیت کے مطابق بنائیں اور اس طرح زندگی بسر کریں جس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کسی مقصد کیلئے پیدا کیا ہے۔ کوئی عقل مند انسان کبھی بے وجہ کوئی کام نہیں کرتا پھر کیا خدا نے انسان کو بلا وجہ پیدا کیا ہے۔ نہیں۔ انسان کے پیدا کرنے کی وجہ ہے خدا تعالیٰ کہتا ہے ہر چیز انسان کے فائدہ کیلئے پیدا کی گئی ہے اور ہم سب چیزوں سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں۔ کس بے دردی سے جانور کو ذبح کر کے کھا جاتے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ نے اسے ہمارے لئے پیدا کیا ہے۔ خدا نے کیسی کیسی خوبصورت چیزیں بنائی ہیں مگر ہم ان کو توڑ پھوڑ کر کس طرح اپنے استعمال میں لے آتے ہیں۔ یہ سبزیاں ہی دیکھو کیسی خوبصورت معلوم ہوتی ہیں لیکن ہم ان کو کاٹ کر چارہ بنا لیتے اور خود پکا کر کھا جاتے ہیں۔ اسی طرح ہم جنگلوں کے درندوں کو اور آسمان کے پرندوں کو مارتے ہیں۔ اسی طرح ہم زمین کھود کر نہریں نکال لیتے

ہیں۔ گڑھے کھود کر مکان بنا لیتے ہیں۔ گویا ہم زمین کا سینہ شق کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے لئے پیدا کی گئی ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ ہم کس کیلئے پیدا کئے گئے ہیں بے شک خدا تعالیٰ نے سب کچھ ہمارے لئے پیدا کیا پھر کیا ہم صرف کھانے پینے کیلئے پیدا کئے گئے۔ اگر ہماری پیدائش کا یہی مقصد ہے تو یہ تو بیل اور گھوڑے میں بھی پایا جاتا ہے۔ اگر کہو انسان دنیا میں کام کاج کرتا ہے تو گھوڑا اور بیل اس سے زیادہ کام کرتے ہیں اور بغیر مزدوری کے کرتے ہیں اس طرح وہ انسان سے اچھے رہتے ہیں کیونکہ انسان تو اپنے لئے کام کرتا ہے مگر گھوڑا اور بیل انسان کیلئے کرتے ہیں۔ ان کو کہاں تنخواہ دی جاتی ہے۔ اگر کہو ان کو چارہ کھلاتے ہیں تو یہ کوئی ان پر احسان نہیں انہیں کھلا چھوڑ دو تو وہ جنگل میں گھروں کی نسبت زیادہ اچھا چارہ کھالیں گے۔

پس انسان جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے جب تک اسے حاصل کر کے دوسری چیزوں پر فضیلت نہ ثابت کرے اس وقت تک اسے کہنے کا حق نہیں ہے کہ سب چیزیں میرے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ جو شخص یہ کہتا ہے کہ سب چیزیں میرے لئے پیدا کی گئی ہیں وہ یہ بھی تسلیم کرتا ہے کہ مجھے بھی کسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ ہمیں ہر وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہئے اور اس کے پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ خواہ کوئی انسان زمینداری کرے یا تجارت کرے یا اور کام کاج کرے وہ اپنی پیدائش کی غرض کو پورا کرنے کی کوشش کر سکتا ہے۔ جتنے انبیاء ہوئے ہیں وہ اپنے وقت کے بڑے بڑے عالموں میں سے نہ تھے۔ اگر دین صرف پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ہوتا تو بڑے بڑے فلاسفروں کے ذریعہ نازل ہوتا اور فلاسفر ہی مانا کرتے مگر ابتداء میں ایسے لوگوں نے کبھی نہیں مانا۔ رسول کریم ﷺ کے وقت حضرت ابو بکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ ان لوگوں کے مقابلہ میں جو بعد میں آئے اور جنہوں نے کئی کئی جلدوں میں تفسیریں لکھیں معمولی علم رکھتے تھے مگر جو نور اور معرفت ان لوگوں کو حاصل ہوئی وہ بعد میں آنے والوں کو نہ حاصل ہوئی تھی۔

پس کسی کو یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ میں پڑھا ہؤا نہیں اس لئے دین کی باتوں پر عمل نہیں کر سکتا۔ زبانی سن کر اور پوچھ کر بھی عمل کیا جا سکتا ہے اور اس طرح انسان وہ کچھ حاصل کر سکتا ہے جو سالہا سال کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں کر سکتا۔ ہماری جماعت کو اپنے بنائے جانے کے مقصد کو مدنظر رکھنا چاہئے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ پر ان کے بیعت کرنے کا نتیجہ نکلے اور زندگی یونہی برباد نہ چلی جائے۔

(الفضل ۱۷/ فروری ۱۹۲۸ء)